What is Wrong With Islam?

کیوں کہ اگر ہم جسم میں چلتے ہیں تو ہم جسم کے طور پر لڑتے بھی ہیں۔اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں۔بلکہ ہم خدا کی طرف سے قادر ہیں کہ قلعوں کوڈھادیں۔ہم تصوروں کوڈھادیتے ہیں۔بلکہ اِک بھلائی کو جوخدا کی پہچان ہیں۔اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں۔بلکہ خدا کی طرف سے قادر ہیں۔تو ہم ہرایک دشمن کوقید کر کے مسیح کے تابع بنادیتے ہیں۔ہم تیار ہیں کہ جب آپ کی فرمانبرداری پوری ہوتو ہم ہرطرح کی فرمانبرداری کا بدلہ لیں۔

نمبر 3۔حق تصنیف 20003جان ڈبلیوروبنز پوسٹ آفس بکس نمبر 68یونیکوئی

ٹینیسی 37692۔جنوری فروری 1983

ای میل:tjtriniyfound@oal.com

ویب سائٹ:www.trinityfoundation.com

ٹیلی فون:4237430199۔فیکس۔

اِسلام کے ساتھ کیا مسئلہ ہے؟

رابرٹ ایل۔ریمنڈ

(پڑھنے والےکواس مضمون کامطالعہ کرنے سے پہلےمتی 33:21۔45،مرقس 1:12۔12،اورلوقا 9:20۔19 میں یسوع کی ایک بدکارتاکستان لگانے والے کی تمثیل کوپڑھناچاہیے۔)

''ہم [مسیحی] یہ بھی جانتے ہیں کہ خدا کابیٹا آگیا ہےاوراُس نے ہمیں سمجھ بخشی ہے تا کہ اُس کوجوحقیقی ہے جانیں اور ہم اُس میں جوحقیقی ہےیعنی اُس کے بیٹے یسوع مسیح میں ہیں حقیقی خدااورہمیشہ کی زندگی یہی ہے۔اے بچو!اپنے آپ کوبُتوں سے بچائے رکھو۔'' 1یوحنا 20:5۔21

کیامُسلمانوں کواِس مضمون کوپڑھناچاہیے،پہلے میں اُن کے لیےاُن کے ایسا کرنے سے اپنی داددینے کااظہار کرونگا،اورمیں چاہتاہوں کہ وہ جانیں کہ مجھےاُن سے محبت ہے۔میں اُنہیں یقین دلاتاہوں کہ مجھے شخصی طور پراُن کے ساتھ کوئی ذاتی عداوت نہیں ہے۔بلکہ،ایسا اِس لیے کہ کیونکہ میں مُسلم اُمت کے لیے بہت عمیق طور پر متفکر ہوں جس کے لیے میں نے اِس مضمون کولکھا۔دوسرے،میں بڑے احترام کے ساتھ اُنہیں ترغیب دونگا کہ وہ یہ دیکھنے کے لیے کہ جومیں یہاں لکھ رہاہوں سچ ہےاُس کے لیےقرآن اور مسیحی الہیات اورتاریخ کی جانچ کریں۔اورمیں بڑے احترام کے ساتھ اُن سے درخواست کرونگا کہ وہ اِسے دھیان سے،صاحبِ فکر کے طور پر،اورپوری توجہ سے پڑھیں۔اورتمام اعتراف کرنے والے مسیحیوں کے لیے جواِس مضمون کوپڑھتے ہیں میں اُن کے لیے یہ کہوں گا کہ اُن کامحض مسیحی ہونے کا اعتراف کرنااپنے اندراِس بات کی ضمانت نہیں کہ وہ خاصل مسیحی ہیں جن کے گناہ معاف کیے جاچکے ہیں اورجوآسمان کی طرف اپنی راہ پر ہیں۔لہٰذا اُنہیں اِسے دھیان سے،صاحبِ فکر کے طور پر،اورپوری توجہ سے پڑھناچاہیے جومیں یہاں لکھتاہوں۔

اللہ کے نام پر کارگزاری کرتے ہوئے مسلم مجاہدین کی طرف سے،11 ستمبر 2001 پرورلڈٹریڈسنٹر کی تباہی کی وجہ سے،یونائیٹڈاسٹیٹ

آف امریکہ میں مسیحیوں کو اسلام کے بارے اور اِس مُلک میں اس کے پھیلاؤ کے بارے جتنا وہ سیکھ سکتے تھے سیکھنا چاہیے تھا۔ایک مطالعاتی خطاب، مسجد امریکہ میں :ایک قومی شبیہ، جو 26 اپریل، 2001 پر، واشنگٹن، ڈی۔سی میں امریکن اسلامک ریلیشن کونسل کی جانب سے شائع ہوئی، جو یہ آگاہی دیتی ہے کہ اِس مطالعہ کے آنے کے وقت امریکہ میں 2,000,000 مسلمان 1209 مساجد میں عبادت کے لیے جا رہے تھے۔ اِس تعداد کے بارے میرے لیے فکر کی بات یہ نہیں کہ یہ تعداد بہت زیادہ ہے لیکن یہ حقیقت کہ اُنہوں نے گزشتہ چھ سالوں میں تین سو فیصد تک اضافہ کیا، واضح طور پر یہ دکھاتے ہوئے کہ اسلام امریکہ میں پھوٹ رہا اور نشوونما پا رہا ہے۔

اب کچھ وقت کے لیے، میری اپنی نصیحت کو لیتے ہوئے، اور خاص کر 11 ستمبر 2001 سے، میں اسلام کی ''مقدس کتاب'' قرآن کا مطالعہ کرتا رہا، جو 114 سورتوں (ابواب) پر تصنیف کی گئی۔ مسلمان قرآن کو اللہ کے بےخطا کلام کے طور پر دیکھتے ہیں۔اب اگرچہ مذہب اسلام پر کوئی قابلِ شناخت اختیار نہیں ہوں میرا یقین ہے کہ میں ہوسکتا ہوں قرآن کی خوشدلی اور طرزِ بیاں کے علاوہ، اِسے سمجھنے کے لیے اس کا بہت فہم کے ساتھ مطالعہ کیجیے۔

کچھ مسیحی تسلیم کرتے ہوئے کہیں گے، ''تو پھر کیا؟ اُنہیں کسی دوسرے کی مانند ان ممالک میں آکر لینے کا حق حاصل ہے، کیا اُنہیں نہیں؟'' ٹھیک ہے لیکن مجھے اس کی وضاحت کرنے دیجیے کہ کیوں مسیحیوں کو فکرمند ہونا چاہیے۔اگر اسلام امریکہ میں ایک غالب مذہب تھا، اگرچہ مسلمان جمعہ کے دن عبادت کرتے ہیں، تو مسلمانوں کی شہریت کو بغیر کسی شک کے اِس بات کا تقاضا اور دستور مرتب کرتا تھا کہ جمعہ کو عبادت کا دن مقرر کرتا تھا۔امریکہ کو مسلمانوں کے جمعہ کے روز عبادت کرنے، ہفتہ کے روز یہودیوں کے عبادت کرنے اور اتوار کے روز مسیحیوں کے عبادت کرنے کے ساتھ، ہفتہ کے چار دن کام کرتا تھا، یا جمعہ کے روز کو صرف عبادت کا دن ہوتا تھا اور یہودیوں اور مسیحیوں کو عبادت کے ان اوقات کے لیے اس دن کو ایک طرف رکھتے ہوئے باز رکھنا تھا، جو کہ شرقِ وسطیٰ میں ہر مسلم ملک کا نمونہ ہے۔مزید براں موجودہ ذاتی حفاظت کے علاوہ، مسیحیوں کو ممکنہ طور پر چرچ تعمیر کرنے کے لیے بہت مُشکلات درپیش تھیں، کھلے عام بائبل کو خریدنے اور اس کا مطالعہ کرنے کے لیے، اور یو۔ایس میں مسیحیت کے فروغ کے لیے، خاص طور پر مُسلمانوں کے درمیان، یہ کہ، پہلی اصلاحی آزادی کو غائب ہونا تھا۔

تھامس کارلیس کا مطالعہ کیا ہوا فیصلہ یہ تھا کہ انگریزی میں قرآن کو پڑھنا ''ایک پُرمشقت کام'' ہے، کیونکہ یہ ''ایک ناگوار، پریشان کُن گڑبڑ، غیر مہذب، عدم مطابقت، لامتناہی تکرار، لمبا چکردار زینہ، دشوار، ناقابلِ برداشت بیوقوفانہ ہے مختصراً یہ کہ، کچھ بھی نہیں لیکن قرآن کے وسیلہ کوئی یورپین اس فرض کو ادا کرسکتا تھا۔'' کارلیس کے مکمل اقتباس کے لیے مسیحی کلیسیا کی فلپ سکاف کی تاریخ کو دیکھیے (اڈ رمانس، [1910] ۔این۔ڈی)۔6، 180، جو رائے دیتا ہے کہ قرآن کے اقتباسات کی شاعرانہ خوبصورتی بیہودیت، لفاظی، غیر معنی صورتوں، کم تر ہوس کی آمیزش ہے۔یہ تکرار اور تردید سے بھرا ہوا ہے۔۔۔ یہ باری باری گرویدہ اور پسپا کرتا ہے، اور یہ پڑھنے کے لیے بہت تکلیف دہ کتاب ہے۔'' (179)۔وہ نتیجہ اخذ کرتا ہے:

تمام کتابوں میں۔۔۔قرآن بائبل کی سب سے بڑی حریف ہے، لیکن یہ اپنے مواد اور ظاہری شکل وصورت میں لا انتہا طور پر زوال پذیر ہے۔۔ جو کچھ بھی قرآن میں سچ ہے اسے بائبل سے چُرایا گیا ہے،، جو کہ اصل ہے، یہ جھوٹ اور غیر سنجیدہ ہے۔بائبل ہر زمانہ میں نسلِ انسانی کے لیے حتمی منزلِ مقصود کے طور نیک تحریک کو تاریخی اور خیالاتی طور پر عمل میں لاتی ہے قرآن محمد سے شروع ہوتی اور اسی پر ختم ہوجاتی ہے۔بائبل مقامی تصرف کے ساتھ واحدانیت، عالمگیر موزونیت کی ازلی انواع واقسام کو ملاتی ہے قرآن یکساں اور ایک ہی آواز رکھتی ہے، جو ایک ہی مُلک کی پابند ہے، ایک ہی معاشرے کی، اور ایک ہی ذہنیت رکھنے والے لوگوں کے لیے ہے۔بائبل دُنیا کی کتاب ہے، اور یہ زمین کی انتہا تک ثابت قدمی سے سفر کرتی ہے، جو معاشرے کے تمام درجات اور تمام نسلوں کے لیے روحانی خوراک کو اُٹھائے ہوئے ہے، جبکہ قرآن شرق میں ہی رہتا ہے، اور یہاں سب کے لیے بےلذت ہے جو ایک بار زندہ خدا کے سچے کلام کا مزہ چکھ چکے ہیں [181۔182]۔

میں یہ بھی سوچتا ہوں کہ میں اِس بارے کسی چیز کو جانتا ہوں جو کلامِ مقدس مسیحی تعلیم کے بارے سکھاتا ہے، اور میرے قرآن کے

مطالعہ کرنے سے یہ مجھ پر عیاں ہے کہ یہ مسیحی عقیدہ کی تعلیمات سے متعلق بگاڑ پیدا کرتا ہے۔مسلمہ طور پر، یہاں قرآنی تعلیم میں بے شمار ابہام ہیں،اس مطلب کے بارے جن کے لیے یہاں تک کہ اسلامی فلاسفر تکرار کرتے ہیں،اور یہ ابہام اِس بگاڑ کا سبب ہیں۔لیکن، میرے رائے میں،کوئی بھی جاننے والا مشاہدہ نگار نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ محمد قرآن کا مصنف ،مسیحیت کی پختہ تعلیمات کے بارے علیل معلومات کو رکھتا تھا اوراِس لیے بے خطا طور پر نہیں ''لکھا'' جب اُس نے قرآن ''لکھا'' (دراصل اُس نے اپنے ''الہام'' کی بات کی، جبکہ وہ نہ پڑھ سکتا تھا نہ لکھ سکتا تھا) جو اُس نے مسیحی ایمان کے نظام کے بارے کیا۔

اِس مضمون میں میرا ارادہ قرآن میں بہت سے تاریخی نقائص کو پیش کرنے کا نہیں ۔نہ ہی میں محمد کی تعلیم سے مخاطب ہونگا کہ خاوند اپنی نا فرمان بیوی کو مارے

(سورۃ 4،''عورت''،آیت 34)،یا اُس کا یقین کہ اُسے غیر ایمانداروں کے ساتھ جنگ کرنا''تھی۔۔۔،اور اُن کے ساتھ بے درد سلوک کرنا تھا''(سورۃ 66،''انتہائی حکم''،آیت 9،سورۃ 8 جو بھی دیکھیے،''جنگ کی لوٹ مار''13۔17 آیات،سورۃ 9[اصل میں بے ایمان والوں کے خلاف جنگ کا اعلان ہے]''توبہ''،14 آیت)،یا یہودی اور مسیحی کی انتظار کردہ ابدی آگ پر اُس کا انجماد،اور باغوں کی شہوت پرست جنت،جشن،اور جنسی خوشی جو مسلمانوں کا انتظار کرتی ہے(سورۃ 36)۔بلکہ،

میں صرف محمد کی غلط بیانی پر جو اُس کے ماننے والوں کے لیے اس سے متعلق جو مسیحیوں کا خدا کے بارے تثلیث کے طور پر ہے اپنے بیانات کو روک دونگا،قبل از آخر کے طور پر الہامی تاریخ میں مسیح کے مقام کے بارے اُس کی غلط بیانی،اُس کا اپنا نبوتی الزام حتمی تھا مسیح کے خدائی ہونے کے لیے اُس کا انکار،اُس کا مصلوب ہونا اور مُردوں میں سے زندہ ہونا،اور اُس کا یہ انکار کہ خدا گناہ کی معافی کے لیے یسوع کے کفارہ کی قُربانی کا تقاضا کرتا ہے۔آئیں ان قرآنی تعلیمات پر تفصیل دے غور کرتے ہیں۔

تثلیث کے طور پر خدا پر قرآنی تعلیم۔

میں اِس پر غور کرتے ہوئے شروع کرنا چاہتا ہوں کہ مسیحی چھ سو سال قبل ہی الہیاتی تاریخ دے لطف اندوز ہو چکے تھے اور پہلے ہی خدا کی الہیات کے وسیلہ محتاط خیال قائم کر چکے تھے جس وقت محمد(تقریباً 570 عیسوی میں پیدا ہوا)قرآن کے مصنف،نے تقریباً 610 عیسوی میں اللہ سے حاصل کردہ اپنے الہام کو لکھنا شروع کیا۔پہلی چار کونسلز(نیسیا،کونسٹینٹو پل،افسس،اور چالدون)کی کوششوں سے،ابتدائی کلیسیا کے ماہر الہیات،جو بہت دھیان سے بائبل کو سُن رہے تھے،اُنہوں نے تثلیث کے طور پر خدا کی کلیسیائی تعلیم پر کام کیا اور اِس کی تعلیم یسوع کے دو فطرتی مجسم ہونے پر تھی۔ان تعلیمات کو،بعض اوقات فلسفی الہیاتی زبان میں بیان کیا گیا،جو بعض اوقات ایک اوسط درجہ کے شخص کے لیے سمجھنا مُشکل تھا۔ان صدیوں کے بعد اس کی الہیات کو قائم کرنے کے معاملہ میں کلیسیا نے بھی اسی ضروری طور پر دوسری صدی کے مسیحیت کے نشانات،تیسری صدی کی مظاہر پرستی کی اقسام،چوتھی صدی کے ارنیئم ازم اور اپولیئریم کے غیر انجیلی نظریات سے دور پایا،اور پانچویں صدی کے نیسٹوریئیم اور اِیوٹیکینیسم۔کے تمام نظریات جو بنیادی طور پر مشترکہ تھے یہ ایک طرح سے یا دوسری طرح سے خدا بیٹے کے ایک سچے انسان میں تبدیل ہونے سے انکاری تھے۔یہ غیر انجیلی بدعتیں،بہر کیف،ختم نہ ہوئیں جب اُنہیں رد کیا گیا بلکہ یہ

مشرقِ وسطیٰ کے کچھ علاقوں میں پھیلنا جاری رہیں، اور ان بدعتوں میں ایک یہ تھی، خاص طور پر ارمینم ازم، جو عرب اور مکہ میں پھیلی جہاں محمد پیدا ہوا تھا۔

قرآن کے کچھ تاریخی نقائص کے لیے گلیسں ایل۔ آرچر، جے آر کو دیکھیے، پُرانے عہد نامے کے تعارف کا ایک معائنہ (موڈی، 1994)، 549۔552، سینٹ کلیئر ٹسڈ ال، اسلام کا ذریعہ، جس کا ترجمہ اور خلاصہ ولیم مویئر (ٹی اینڈ ٹی، کلارک، این ڈی) اور عبدالفادی نے کیا، کیا قرآن بے خطا ہے؟ (ویلاک، آسٹریا: اُمید کی روشنی، این ڈی۔)

ال بُخاری (محمد کے مقولوں کا مجموعہ)، والیم 1 :25، کہتا ہے: ''اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان رکھنے کے لیے مسلمانوں کے لیے بہترین عمل کیا ہے؟'' جواب: ''اللہ کی راہ پر جہاد میں حصہ لینا۔'' پڑھنے والے کو ''مسلمانوں کے اِس دوسری غرض' کا یسوع کے بیان کردہ دوسرے حکم کے ساتھ موازنہ کرنا چاہیے، پہلے کے بعد جو خدا سے اپنے سارے دل سے پیار کرنے کا تقاضا کرتا ہے، جیسا اپنے ہمسائے کو اپنی مانند پیار کرنا ہے۔

اسلام سکھاتا ہے کہ جنت میں سب سے کم تر مسلمان بھی 72 کالی آنکھوں والی نوجوان لڑکیاں (حوروں) سے لطف اندوز ہو گا جنہیں خاص طور پر اُن کے جنسی لطافت کے لیے بنایا گیا، اُس کی جنسی لذت کا یہ لمحہ ہزاروں سال لمبا ہو جائے گا اور اُس کی یہ شہوت پرست لذت کی قابلیت سو گنا بڑھتی جائے گی۔

سکاف، اپنی تاریخ میں، 6، 159 میں، لکھتا ہے کہ برائے نام مسیحی جو محمد کے وقت عرب میں بسے ہوئے تھے وہ زیادہ تر بہت سے بدعتی گروہوں سے تعلق رکھتے تھے جنہیں چوتھی اور پانچویں صدی میں تعلیمی نزاع کے دوران رومی شہنشاہیت سے باہر نکال دیا گیا تھا۔ ''ہم یہاں آرئین، سبیلیز، ابیونٹس، نیسطورین، ایوٹچیکس، مونوفیسٹر، ماریلیٹس اور کالر ڈینس یا مریم کی عبادت کرنے والوں کی کھوج لگانے والوں کو پاتے ہیں۔۔۔ یہ بہت سطحی اور بگڑی ہوئی مسیحیت تھی جنہوں نے اُن صحرائی علاقوں میں اپنے گھر بنائے۔۔۔''

آرتھوڈوکس ماہرِ الہیات کی طرف سے گناہ آلود طاقت کا استعمال جو بدعتوں کو مملکت سے باہر نکالنے کے لیے تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس بڑے اور زرخیز حصے میں اسلام نے جڑ پکڑی اور پروان چڑھتا گیا۔

اب قرآن کا محتاط طور پر کیا گیا مطالعہ اس بات کو عیاں کرے گا کہ محمد کے پاس اس کی واضح پکڑ نہیں تھی جو کلام اور آرتھوڈکس مسیحیت ساتویں صدی عیسوی میں تثلیث کے بارے سکھا رہا تھا۔ وہ محض اُن آرا کو سن رہا تھا جنہیں کلیسیا کے راہنما ماہرِ الہیات کی طرف سے رد کیا جا چکا تھا جیسے کہ اتھینیس، سائرل آف الیگزنڈیا، اور آگسٹین۔

لہذا، تثلیث کے لیے اُس کی لگاتار غلط بیانی صلاح دیتی ہے کہ اُس نے خام تثلیث پرستی کی لکیروں کے ساتھ تثلیث کو قیاس کیا، ایک بدعت کے طور پر جب مسیحیت سے یکساں طور پر قطع تعلق کر دیا گیا تھا۔ سورۃ 4 میں، ''عورت'' آیت 171، میں قرآن بیان کرتا ہے کہ: ''مسیحا، یسوع مریم کا بیٹا، مزید خدا [اللہ] کا رسول نہیں تھا۔۔۔ لہذا خدا [اللہ] اور اُس کے رسولوں پر ایمان رکھیں اور ایسا مت کہیں، 'تین'۔ درگزر کرنا، اور یہ تمہارے لیے بہتر ہو گا۔ خدا ہے لیکن ایک خدا۔ خدا ممانعت کرتا ہے کہ اُس کا بیٹا ہو!'' سورۃ 5 میں، ''دستر خوان'' آیت 73 میں محمد سکھاتا ہے: ''بے ایمان وہ ہیں جو کہتے ہیں: ''خدا [اللہ] تین کا ایک ہے۔ خدا ہے لیکن ایک خدا۔'' ظاہری طور پر محمد ایمان رکھتا تھا کہ خدا کا بیٹا ہے جسے اُس کا ہمسر ہونا تھا (سورۃ 6، پالتو جانور'' آیت 101) لیکن 'خدا کا کوئی ہمسر نہیں'' نہ ہی اُس کا کوئی بیٹا پیدا ہوا'' (سورۃ 72 ''جن'' آیت 3)۔ پھر سورۃ 5، 116 آیت میں، وہ سکھاتا ہے کہ مسیحی ایمان رکھتے ہیں کہ خدا کا ''تین'' ہونا اللہ کا ترتیب کردہ ہے، یسوع (جسے اُس نے علیل معلومات سے مسیحیوں کے لیے غلط طور پر پرستش کروائی) اور اُس کی ماں مریم کی۔

اب جو کچھ بھی آرتھوڈکس ماہرِ الہیات نے تثلیث کے طور پر خدا کے بارے ابتدائی صدیوں میں کلیسیا کے معمولی کلام کی بے میل غلطیوں کی

حمایت کی، اُن میں سے کسی ایک کو بھی نہیں سکھایا گیا کہ خدا کے ''تین'' ہونے میں یسوع کی ماں شامل تھی، اور نہ ہی کونسل نے ایسے نظریہ کی تصدیق کی۔ یہ محمد کے حصے کی غلطی ہے اور یہ مسیحی تعلیم کے لیے اُس کی نادانی کو دکھاتی ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ چھوٹے فرقہ کو جسے کولریڈینس کہا جاتا تھا اُس کے بارے جانتا ہوں، جسے خاص طور تے ایک خاتون نے بنایا، جو چوتھی صدی کے عرب میں واقع موجود تھی اور اس نے اپنی شریخی کو پیش کرتے ہوئے مریم کی الٰہی عبادت کو سرانجام دیا تھا۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ، اگر اُس نے تعلیم کو سُنا ہو، یہ کہ محمد کی سوچ کو جس نے مذہبی حکومت کے طور پر مریم کی مسلمہ حقیقت کو بیان کیا اس مفہوم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ وہ خدا ئی تھی۔ بلاشبہ، یہ اصطلاح، ایسا کہنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی کہ یہاں مریم کے بارے کچھ الٰہی تھا، اِس کا صرف یسوع کی مکمل خدائی کی حفاظت کا ارادہ تھا۔ اسی طرح محمد نے سادہ طرح نتیجہ اخذ کیا کہ اگر مسیحی ایمان رکھتے ہیں کہ یسوع خدا کا بیٹا تھا تو پھر اُنہیں یہ بھی یقین کرنا تھا کہ خداوند کو الٰہی ہمراہ بھی رکھنا تھا اور اُس کی ماں الٰہی ہمراہ تھی۔ لیکن اُس کے اِس دعویٰ کے پیچھے جو کوئی بھی وجہ تھی، وہ یہ نتیجہ اخذ کرنے میں غلطی پر تھا کہ مسیحی مریم کو تثلیث کی رُکن کے طور پر دھیان میں لائے۔

جو کلیسیا نے تب اور ابھی سکھاتی ہے وہ یہ کہ: ایک زندہ اور سچے خدا کی غیر تقسیم شُدہ واحدانیت ابدی طور پر تین اشخاص، خدا باپ، خدا بیٹا اور خدا روح القدس میں وجود رکھتی ہے، اور یہ تینوں ایک خدا ہیں، ایسا ہی جوہر، قدرت اور جلال میں مساوی ہے (یہاں کلیسیائی عقائد کو دیکھیے)۔ شاید یہ تعریف مسلمانوں کو مطمئن نہ کرے، لیکن یہ کم از کم مقدس کلام کی بے خطا تعلیم کو سنجیدگی سے لیتی ہے، اور یہ دُنیا کو غلط بیانی نہیں کرتی جو مسیحیت نے مسیحی خدا کے بارے سکھایا، جسے تثلیث کی تعلیم کے لیے قرآن کی غلط بیانی نہیں کہا جا سکتا تھا۔

الہامی تاریخ میں یسوع (دوسرے نبیوں کے ساتھ) کے ثانوی مقام پر قرآن کی تعلیم، جس میں خود محمد بنیادی مقام پر قبضہ کر رہا ہے، اسلامی تقلید پسندی سکھاتی ہے کہ یسوع، اگرچہ وہ اسرائیل کا مسیحا تھا، وہ اسرائیل کے بہت سے نبیوں میں سے ایک تھا اور یہ کہ خدا نے کبھی اس کا ارادہ نہیں کیا تھا کہ یسوع کی مسیحیت ایک عالمگیر مذہب بنے۔ اسلامی تقلید پسندی سکھاتی ہے کہ محمد ہی صرف ایسا نبی تھا جسے خدا کی طرف سے پوری دُنیا کے لیے بھیجا گیا تھا، اور صرف اسلام ہی ہے جسے خدا نے ایک مذہب بنانے کا ارادہ کیا تھا۔

محمد سورۃ 3 ''عمران کا خاندان''، آیات 35۔45 میں مریم کو، اور سورۃ 66 میں، ''امتناہی حکم'' آیت 12 میں موسیٰ اور ہارون کی بہن مریم کے ساتھ اُلجھن پیدا کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اِس اُلجھن کی وضاحت کرنے کے لیے اسلامی دلائل سے ثابت کرنے والوں کی تمام کوششیں غیر اطمینان بخش ہیں۔

ایفنیس، مد مقابل بدعتوں، 79 کو دیکھیے۔ بے شک، خدا کی ماں کے طور پر مریم کی توقیر، جو ابتدا میں شروع ہوئی، وہ اب بھی رومن کیتھولک اور آرتھوڈکس الہیات میں آج تک جاری رہی۔

بہر حال، اگر کوئی قرآن کا محتاط طور پر مطالعہ کرتا ہے، وہ یہ معلوم کرے گا کہ یہ بہت متضاد کہتے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔ یہ اپنے آپ کو اُن کے لیے عربی میں لکھی جانے والی کتاب کے طور پر پیش کرتی ہے جو عربی بولتے تھے (سورۃ 41 ''الہام کی بہتر تشریح'' آیت 3، اور سورۃ 42 ''مشاورت'' آیت 7)، اور اِس کا بنیادی طور پر مکہ اور اُس کے گردونواح کے لیے ارادہ کیا گیا تھا (سورۃ 6 ''پالتو جانور'' آیت 93، اور سورۃ 42 ''مشاورت'' آیت 7)۔ آرتھر جے۔ اربری یقیناً درست ہوتے ہوئے دکھائی دیتا ہے جب وہ مشاہدہ کرتا ہے کہ قرآن کا

اسلام بنیادی طور پر ایک عربی مذہب ہے، جو عرب کی ساتویں صدی کی تہذیب کا عکس پیش کر رہا ہے۔ دوسری جانب قرآن سورۃ 3:3 اور سورۃ 6:92 میں بڑے پُرزور طریقے سے بیان کرتا ہے کہ خدا نے تمام بنی نوع انسان کی راہنمائی اور روشنی کے لیے موسوی توریت اور مسیحی انجیل کو آشکارہ کیا۔

لیکن محمد نے یسوع کے ساتھ اپنے تعلق کے بارے کیا سکھایا؟ کیا اُس نے اپنے آپ کو یسوع پر فضیلت کے طور پر نہیں دیکھتا؟ اچھا، یہ سچ ہے کہ، سورۃ 61 ''جنگی صف آرائی'' یا ''صف بندی'' آیت 6 کے مطابق محمد بیان کرتا ہے کہ یسوع نے سکھایا کہ ''ایک رسول ۔۔۔ میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد [کمی بیشی کے ساتھ محمد] ہے۔ بلاشبہ، یسوع نے ایسی کوئی چیز نہیں سکھائی۔ اُس نے سکھایا کہ خدا روح القدس جسے اُس نے مددگار کہا (پاراکلوٹس، یوحنا 14:16۔17 م 26، 26:15، 7:16۔8، 13۔14)، جسے وہ باپ کی طرف سے بھیجے گا، وہ اُس کے بعد آئے گا۔ اور اُس نے سکھایا کہ یہ روح یا مددگار جب وہ آئے گا تو اُسے، یسوع مسیح کو جلال بخشے گا۔ ظاہراً محمد، یا شاید اُس کی وفات کے بعد قرآن کی تالیف کرنے والوں نے یونانی لفظ پاراکلوٹس کی یونانی لفظ پریکلیٹس کے ساتھ اُلجھن پیدا کر دی ہو جس کا مطلب ''شہرت''، ''تعریف'' ہے، جس کے لیے عربی کو احمد (محمد) ہونا تھا، اور اس کے ساتھ ساتھ اُس نے سکھایا کہ یسوع نے کہا کہ وہ محمد، خدا کے نبیوں میں سے آخری ہے اور اُس کے بعد کوئی نہ ہوگا۔

بہر حال، اناجیل، اِسے واضح کرتی ہیں کہ جو یسوع نے سکھایا کہ اس کی مکاشفائی تاریخ اُس میں عروج پر پہنچتی ہے اور اُس کے منتخب شاگردوں نے خدا کی الہامی سرگرمی کو مکمل کیا (2 تیمتھیس 3:16۔17)۔ مثال کے طور پر، اُس کی بدکار تاکستان لگانے والے کی تمثیل میں، جو متی 21:33۔45، مرقس 12:1۔12 اور لوقا 20:9۔19 میں پائی جاتی ہے، اُس میں یسوع ایک زمین کے مالک کی کہانی بتاتا ہے جس نے چند کسانوں کو اپنا تاکستان اجارہ داری پر دیا اور پھر کسی دوسرے مُلک چلا گیا۔ جب تاکستان کے پھل کی شکل میں اُس کا حساب لینے کا وقت آیا، اُس نے کرایہ داروں کے پاس خادم بھیجے، اُنہوں نے ہر ایک کو مارا یا سنگسار کیا یا مار ڈالا۔ سب بھیجنے کے بعد اُس نے اپنا بیٹا، لوقا کہتا ہے اپنا ''محبوب بیٹا''، مرقس کہتا ہے، ''اب ایک (اور) پیارا بیٹا'' بھیجا یہ کہتے ہوئے کہ: ''وہ میرے بیٹے کی عزت کریں گے۔'' لیکن جب اجارہ داروں نے مالک کے بیٹے کو دیکھا، تو اُنہوں نے کہا: ''یہی وارث ہے، آؤ، اِسے قتل کریں اور اس کی میراث لے لیں۔'' اُنہوں نے ایسا ہی کیا، اُس کے بدن کو تاکستان سے باہر پھینک دیا۔ جب تاکستان کا مالک آیا، اُس نے اجارہ داروں کو نیست کر ڈالا اور تاکستان کو دوسروں کو دے دیا۔ تمثیل کے لیے تشریح کرنے کے ارادے، جیسے ڈان کارسن لکھتا ہے، وہ اس کے چہرے پر عیاں ہیں۔ تاکستان کا مالک خدا باپ ہے، تاکستان اسرائیل ہے (یسعیاہ 5:7)، کسان قسم کے راہنما ہیں، خادم نبی ہیں (متی 23:37)، اور بیٹا خود یسوع ہے۔

تمثیل کی مرکزی تعلیم واضح ہے، جیسے بلاشبہ یہ اس کے اصل سُننے والوں کے لیے تھی (متی 21:45): پُرانے عہدنامے کے اوقات میں قوم اسرائیل کے لیے بار بار بھیجے گئے اپنے خادم انبیاء کے بعد اور اس کے راہنماؤں سے اِس بے یقینی کے گناہ سے واپس اُس کی طرف لانے کے لیے، اُنہیں روکنا، ایذا برداشت کرنا، اور اکثر مارے جانا تھا، خدا جو اسرائیل کا مالک ہے، اُس نے یسوع کو بھیجا۔ ایک پرتبہ پھر

اِس سے متعلقہ مناسب آیات کو سُنیے :

متّی 37:21: ''پھر سب سے آخر میں اُس نے اپنے بیٹے کو بھیجا۔''

مرقس 6:12 ''۔۔اب ایک باقی تھا جو اُس کا پیارا بیٹا تھا اُس نے آخر اُسے اُن کے پاس بھیجا۔''

یسوع میں، جسے خدا آخر میں رکھتا تھا (متّی 37:21)، بیسٹروِن، مرقس 6:12؛ اسچا ٹن) نے اپنے پیارے بیٹے کو بھیجا، یہ کہ، اُس نے اپنے 'واحد اور اکلوتے'' بیٹے کو بھیجا، جسے اُسی طرح رد کیا گیا تھا۔ اپنی خدمت کے اختتام پر یسوع اپنی تعلیم سے یہ واضح کرتا ہے کہ کسانوں نے اُسے رد کیا، غیر مشابہ طور پر جس طرح اُس سے پہلوں کو رد کیا گیا، جسے نا ہی خدا کے حصے پر ایک منحرف قوم کے ساتھ بے وارث کے طور پر مسلسل برتاؤ کیا گیا اور نہ ہی سیاسی مذہبی انتظامیہ میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی۔

آرتھر جے۔ آر ری، مشرقِ وسطیٰ میں مذہب (کیمبرج یونیورسٹی پریس، 1970)، 7۔ اے۔ ڈی۔ کارسن، تشریحی بائبل تبصرہ میں متّی (زونڈروان، 1984)، 451۔

بلکہ، اُسے رد کرنے کے لیے، اُس نے سکھایا، کہ وہ مذہبی حکمرانی کو مکمل طور پر تہہ و بالا کر دے گا، اور اُس کے بعد ایک نئی ساخت کی بنیاد ڈالے گا جس میں بیٹا حمایت اور سب سے اعلیٰ عزت حاصل کرے گا۔'' (متی 42:21۔43، مرقس 9:12، لوقا20: 16)۔ خدا کے الہامی نظم و نسق میں بیٹے کا بلند و بالا معیار موسوی جائیداد کے انجام سے صاف ظاہر ہے جس کا وہ مالک ہے۔ متّی کے ''آخری'' سے مرقس کہتا ہے کہ، ''اُس کے پاس کوئی دوسرا نہیں'' اور ''آخری'' بھی۔ یہ واضح ہے کہ یسوع اپنے آپ کو آخری کے طور۔ آخری ایلچی کے طور پر پیش کرتا ہے، جس کے بھیجے جانے کے بعد کوئی نہیں آسکتا اور کچھ نہیں ہوسکتا۔ تاکستان کے مالک کے پاس، خدا کے بیٹے کی مانند، مزید ذرائع نہیں تھے، خدا کا بیٹا ہی خداوند کا قابلِ فہم پیغام رساں ہے۔ عبرانیوں کا مصنف اِس خیال ہی کی گونج پیدا کرتا ہے جب وہ بیان کرتا ہے کہ: ''اگلے زمانہ میں خدا نے باپ دادا سے حصہ بہ حصہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کرکے۔ اِس زمانہ کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کیا جسے اُس نے سب چیزوں کا وارث ٹھہرایا اور جس کے وسیلہ سے اُس نے عالم بھی پیدا کیے۔۔۔۔[اور] کیونکہ جو کلام فرشتوں کی معرفت فرمایا گیا تھا جب وہ قائم رہا اور ہر قصور اور نافرمانی کا ٹھیک ٹھیک بدلہ ملا۔ تو اتنی بڑی نجات سے غافل رہ کر ہم کیونکر بچ سکتے ہیں؟ جس کا بیان پہلے خداوند کے وسیلہ سے ہوا اور سُننے والوں سے ہمیں پایہ ثبوت کو پہنچا۔'' [عبرانیوں 1:1۔2، 2:2۔3]۔

واضح طور پر، عبرانیوں کا مصنف سکھاتا ہے کہ، یسوع کے ساتھ، یسوع مسیح میں خدا کے کام کا انجام ہے۔ دونوں یسوع کی تعلیم اور پورے نئے عہد نامے کی تعلیم واضح طور پر محمد کے دعویٰ کے منہ میں پرواز کرتی ہے کہ یسوع نے سکھایا کہ ''احمد نامی رسول' میرے بعد آئے گا۔

یہاں یسوع کی تعلیم محمد کے ساتھ اُس کے نا اُمید جھگڑے پر بھی قائم ہوتی ہے۔ کیونکہ جب محمد بیان کرتا ہے، جیسے وہ بہت سے مقامات پر کرتا ہے، کہ یسوع ایک سچا نبی تھا،

تو اِس الجھاؤ کا یہ مطلب ہے کہ جب یسوع نے سکھایا جو اُس نے اپنے آخری ہونے کے بارے اِس تمثیل میں سکھایا، تو محمد کے آخری اور عظیم نبی ہونے کے دعوی کو اِس ایک کی تعلیم سے رد کر دیا گیا جس کے لیے محمد بیان کرتا ہے کہ یہ سچا نبی تھا۔

لہذا اپنے آپ کو ''خاتم الانبیاء'' بناتے ہوئے، یہ کہ نبیوں میں سے آخری اور عظیم تر، جیسے وہ سورۃ 33 میں کرتا ہے، ''شریک کار قبیلے'' 40 آیت میں محمد خدا کے الہامی پروگرام میں مسیح کے تعلیمات کے بارے اُس کے یکتا اور آخری ہونے کو غلط بیان کرتا ہے اور اس طرح اپنے آپ کو ایک جھوٹا نبی ہونے کے طور پر دکھاتا ہے۔

یسوع کی خدائی بارے قرآنی تعلیم۔

قرآن، یہ سچ ہے، یہ تصدیق کرتا ہے کہ یسوع یہودی مسیحا تھا اور خدا کا سچا نبی تھا، کہ وہ کنواری سے پیدا ہوا اور اُس نے بہت سے معجزات دکھائے۔اسی لیے، مسلمان آج ایمان رکھتے ہیں، کیونکہ قرآن یسوع کے بارے ان سچی اور موزوں چیزوں کو سکھاتا ہے، لہذا مسیحیوں کو مسیحیت کے ساتھ دوستی کے لیے اُن کی تعریف اور عزت کرنی چاہیے۔لیکن قرآن سورۃ 5، ''دسترخوان'' 17 اور 72 آیت میں یہ بھی سکھاتا ہے کہ، یہ بے ایمان ہیں جو کہتے ہیں کہ یسوع خدا ہے۔اور 116 آیت میں قرآن سکھاتا ہے کہ یسوع ع نے انکار کیا کہ وہ خدائی تھا:

پھر خداوند کہتا ہے: ''یسوع، مریم کے بیٹے، کیا تُو نے کبھی انسان کو ایسا کہا کہ: ''میری عبادت کر۔۔۔جیسے خدا خدا کے پاس ہے؟'' ''تُمہیں جلال ملے،'' وہ جواب دیتا ہے، ''میں ایسا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا جس کا مجھے حق نہیں۔اگر میں نے کبھی ایسا کہا ہو، تُو یقیناً اسے جانتا۔'' [سورۃ 5:75 کو بھی دیکھیے۔]

اب ایک لمحے کے لیے میرے ساتھ یہاں سوچیے۔فرض کیجیے ایک قوم کا ایلچی دوسری قوم کے پاس جاتا ہے، اس کے راہنماوں کو اپنا صداقت نامہ پیش کرتا ہے، اور یہ راہنما اُسے جواب میں کہتے ہیں: ''ہم تُمیں بہت پسند کرتے ہیں، تُم بہت اچھے انسان ہو، تُم مہربان ہو، تے تماری تقاریر بہت روحانی ہیں۔لیکن ہم سادہ آپ کا یقین نہیں کرتے جو آپ کہتے ہیں کہ آپ ہیں، اور اس لیے ہم آپ کو اس منصب میں قبول نہیں کر سکتے جس کا دعویٰ آپ کرتے ہوئے آئے ہیں۔'' کیا کوئی ایسا اُن راہنماوں کو کہے گا جنہوں نے درحقیقت ایسے ایلچی کو پایا؟ اسی طرح، جب تک کوئی یسوع کو اس طرح قبول نہیں کرتا جیسا ہونے کا وہ دعویٰ کرتا ہے، اور اس منصب میں جس کا دعویٰ کرتے ہوئے وہ آتا ہے، اُس نے دراصل یسوع کو بالکل قبول نہیں کیا، اس سے قطع نظر کہ وہ اُس بارے کتنی اچھی چیزیں کہتا ہے۔اس بارے بہت صاف گو ہوتے ہوئے، یسوع اُن سب بوسوں سے خوشامد نہیں ہوتا جو یہ غیر زندگی بخش لوگ اُس کی طرف پھینکتے ہیں، اگر اُسی وقت وہ اُس کے خدائی دعووں اور نجات دہندہ کے دعویٰ کا انکار کرتے یا اسے جھوٹا کہتے ہیں۔

گرہرڈس ووس، یسوع کا خود عیاں کرنے والا (پریسباٹرین اور ریفارمڈ [1926] 1978)، 162۔

یہ ایسا مقام ہے جس میں ہمارے مسلمان دوست درحقیقت اپنے آپ کو یسوع کے بارے نامکمل فہرست میں پاتے ہیں۔اُنہوں نے درحقیقت اُسے قبول نہیں کیا ان سچی چیزوں سے قطع نظر جو وہ اُس بارے کہتے ہیں۔

اب یسوع کی خود آگاہی موضوع ہے جس پر مجھے اپنی پیشہ وارانہ زندگی کی قابل قیاس قیمت کو صرف کرنا ہے۔میں نے یہاں تک کہ اس بارے خاص طور پر ایک کتاب کو لکھا (میرا یسوع، الٰہی مسیحا کو دیکھیے: بائبل کی گواہی)۔اور میں غیر مشروط طور پر بیان کرونگا، جس کی بنیاد

چارانا جیل کی تعلیم پر ہے، یسوع نے درحقیقت ایمان رکھا کہ وہ خدا کا مجسم بیٹا تھا،خدا کا دوسرا شخص،اور اس طرح اُس نے ایسا ہی دوسروں کو ایمان رکھنے کے لیے سکھایا۔

مثال کے طور پر،میرے ساتھ اُن لگان دار کسانوں کی تمثیل پر غور کیجیے جسے میں نے پہلے پڑھا تھا۔یہ بہت زیادہ یسوع کی اپنی خدائی سمجھ کا مسیحی عکس تھا جسے ہم اُس کی کہانی کی تفصیل میں پاتے ہیں۔اِس بیٹا ہونے کی خوبی میں،یسوع خدا کے ساتھ بُلند ترین اور قریب ترین قانونی حیثیت کی بجائے بُلند تر عظمت اور قریبی تعلق کی ملکیت کا دعوی کرتا ہے جسے پُرانے عہدنامے کے تمام انبیاء مذہبی حکومت پر قابض تھے۔اِس کی نشاندہی محض اُس کے خطاب ''بیٹے'' کے وسیلہ سے نہیں کی گئی،بلکہ بہت زیادہ اس محرک خیال لفظ ''پیارا'' کے وسیلہ سے بھی ہے جسے وہ خطاب ''بیٹے'' کے ساتھ جوڑتا ہے اپنے لیے ان دونوں الفاظ کو اُس غیر موزوں لفظ ''خادموں'' کے خلاف لاگو کرتے ہوئے کسے وہ اُن سب کو بیان کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے جو اُس کے سامنے سے چلے گئے تھے۔

یہ نقطہ،کہ یسوع اپنے آپ کو خدا کا پیارے بیٹے کے طور پر پیش کرتا ہے اور اُن سب پر وارث ہے جو اُس کے سامنے سے چلے گئے تھے جو صرف خادم تھے،وہ ''مسیحائی'' یا باضابطہ بیٹا ہونے کا جواب نہیں دے سکتے تھے،جیسے کچھ تنقیدی فلاسفر یہ ایمان رکھیں گے۔یہ دو حقیقتوں سے واضح ہوتا ہے:

پہلی،یسوع تمثیل میں اپنے آپ کو اپنے مشن سے پہلے خدا کا پیارا بیٹا ہونے کے طور پر پیش کرتا ہے۔

دوسرے،وہ اپنے آپ کو خدا کا ''پیارا بیٹا'' ہونے کے طور پر پیش کرتا ہے خواہ اُسے بھیجا گیا یا نہیں! یا ایسے کہنا ہے کہ،اُس کا بھیجا جانا اُس کی مقبوضہ مسیحیت کا عکس پیش کرتا ہے،لیکن اُس کے مسیحی پن کے ممتاز کرنے کو خداوند کی طرف سے ایک ایسے کو بھیجنے کی ضرورت باقاعدگی سے لایا گیا تھا جو بہت عظیم اور محبوب تھا جسے تاکستان کا مالک سفیر کے طور پر بھیج سکتا تھا۔اسی لیے،یسوع کا بیٹا ہونا،اُس کے مسیحائی کام کے بعد وجود رکھتا ہے تے یہ اُس کے کام (مشن) کا نتیجہ نہیں تھا۔اور کیونکہ وہ اپنے آپ کو،مالک کے محبوب بیٹے کے طور پر پیش کرتا ہے،اور تمثیل کے اُن تین سرگشت کا ''وارث'' بھی،اِس کا مطلب ہے کہ اُس کا بیٹا ہونا اُس کے مسیحائی پن کی نچلی سطح ہے۔

پھر اس تمثیل میں باپ کے ساتھ اُس کے ''پیارا بیٹا'' ہونے کے حروف کے طور پر پہلے سے ابدی وجود کی اس تمثیل میں یسوع کی جانب سے اس مضبوط صلاح سے علیحدگی ناممکن ہے۔یہاں تاریخ میں اُس کے مسیحا ہونے کے بعد باپ کے ساتھ اُس کے ابدی اور الٰہی ہونے کی تصدیق ہے۔تاہم یسوع کی تمثیل میں ''پیارا بیٹا'' ایک خود ساختہ تصویر ہے جس میں کوئی وسیع طور پر واجبیت کے ساتھ کہتا کہ یہ واضح طور پر الٰہی ہے۔

پھر ایسا کہنا کہ محمد نے ایک بار پھر یسوع کی تعلیم کو غلط بیان کیا اور ایک بار پھر تاریخی مسیحی تعلیم کو غلط بیان کیا جب اُس نے یسوع کے،خدا ہونے سے نکار کیا جو ظاہراً نا دانستہ طور پر بدعتی آرئین کی تعلیم کے اثر نیچے تھا جسے عرب میں پھیلایا گیا تھا۔وہ ظاہری طور پر اس سے آگاہ نہیں تھا کہ کلیسیا نے 325 عیسوی میں نیسیاء میں پہلی ایکومنسل کونسل پر آرائین ازم پر ضبطی کا حکم دیا تھا۔

یسوع کے مصلوب ہونے اور مُردوں میں سے زندہ ہونے کے بارے قرآن کی تعلیم۔

بدکار کسانوں کے بارے اپنی کہانی میں، یسوع نے نبوتی طور پر سکھایا کہ قوم کے راہنماوں نے اُسے، بیٹے کو، مار ڈالا، اور اپنی کہانی میں اُس نے اپنے اصل جانچ کرنے والوں کو سکھایا کہ وہ جلال کے لیے مُردوں میں سے زندہ کیا جائے گا اور تمام بنی نوع انسان کا مقدر اُس کے ساتھ تعلق رکھنے سے بدل جائے گا (متی 21:42، مرقس 12:10۔11، لوقا 20:17۔18)۔ تاریخ کی دو تصدیق شُدہ حقیقتیں اُس کا مصلوب ہونا اور مُردوں میں سے زندہ ہونا ہے۔ لیکن انسان کی اِس تعلیم بارے محمد کیا کہتا ہے جسے وہ دوسری جگہ ''سچے نبی'' کے طور پر بیان کرتا ہے؟

گرہرڈس ووس کو دیکھیے، یسوع کا خود عیاں کرنے والا، 161۔163

ووس، یسوع کا خود عیاں کرنے والا، 162۔163۔

اچھا، سورۃ 4 ''عورت'' آیت 157 میں، محمد انکار کرتا ہے کہ یسوع مصلوب کیا گیا تھا۔ وہ لکھتا ہے: ''[یہودیوں] نے اُس نہیں مارا، نہ ہی اُنہوں نے اُسے مصلوب کیا، لیکن اُنہوں نے سوچا کہ اُنہوں نے ایسا کیا۔'' مسلم روایت کے مطابق یہودیوں نے اُس شخص کو مصلوب کیا جو یسوع سے مشابہت رکھتا تھا، شاید یہوداہ کو۔ یسوع خود بے ضرر براہِ راست آسمان پر اُٹھالیا گیا تھا (دیکھیے سورۃ 3، ''عمران'' آیت 55، اور سورۃ 4 'عورت'' آیات 156۔158)۔ اِس کا بلاشبہ یہ مطلب تھا کہ، اسلام یسوع کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے سے انکاری ہے۔ اِس انکار سے محمد یسوع کی صلیب اور جی اُٹھنے کی مسیحی تعلیم پر حملہ کرتا ہے، دونوں پر جو اُس کے قائم مقام مخلصی دینے کے لیے ضروری ہیں۔ سورۃ 5م ''دستر خوان'' آیت 103 میں محمد سکھاتا ہے کہ اللہ قُربانیوں کا تقاضا نہیں کرتا (سورۃ 6 'پالتو جانور'' آیت 164 کو بھی دیکھیے)، جس کا مطلب ہے، اِس الجھاؤ کے ساتھ، نئے عہد نامے کی تعلیم کے برعکس جو یسوع کے خون بہانے سے الگ ہے جہاں گناہ کی معافی نہیں ہے (عبرانیوں 9:22)، یہ کہ اُس نے یسوع کی قُربانی والی موت کا تقاضا نہیں کیا۔ محمد کے مطابق، خدا بنی نوع انسان سے جس چیز کا تقاضا کرتا ہے، وہ اُس کی مرضی کی مکمل اطاعت یا فرمانبرداری ہے۔ لفظ ''اسلام'' کا مطلب ''اطاعت کرنا'' ہے، اور ''مُسلم'' کا مطلب، ''وہ جو اللہ کی مرضی کے لیے 'اطاعت اختیار کرتا ہے''۔ لیکن یہ انسان کو نا اُمید حالت میں چھوڑتی ہے، کیونکہ انسان ناقابلِ بیان طور پر پیدائشی گناہ کے قانونی قصور کے ساتھ گناہگار ہے (جس سے مسلمان انکاری ہیں)، ایسی اطاعت سے بے صلاحیت اور اسے بچانے کے قابل نہیں ہیں۔ اور ساری انسانیت، اپنے اصل گناہ کی وجہ سے، خدا کے سامنے اپنے اصلی اخلاقی قصور کو برداشت کرتے ہیں۔ خدا کو خوش کرنے کے لیے اُس کے اخلاقی بگاڑ اور ناقابلیت کے انجام کی وجہ سے، سارے انسان سزا کے مستحق ہیں، کیونکہ اُن کا گناہ ناصرف اخلاقی طور پر غلط ہے، بلکہ خدا کے قانون کی بے حُرمتی بھی ہے، اور اسی لیے، ناپسندیدہ، مکروہ، بدشکل نفرت انگیز، اور غلیظ، ہونے کہ وجہ سے، یہ خدا کی کاملیت کی تردید بھی کرتا ہے، ایسا نہیں ہو سکتا لیکن اُس کی ناراضامندی اور قہر کے ساتھ ملتا ہے، کلام کی مضبوط ترسمجھ میں قابلِ ملامت ہے کیونکہ یہ خوفناک حد تک خدا کو رسوا کرتا ہے۔ خدا یقیناً پاک غضب کے ساتھ ردِعمل کرتا ہے۔ ورنہ وہ نہیں کر سکتا۔ اور یہاں ہم روبرو آتے ہیں، جیسے یوحنا مورے بیان کرتا ہے،

۔۔۔الٰہی کے ساتھ ''نہیں ہوسکتا''جو الٰہی کمزوری کا نہیں بلکہ ہمیشہ کی قوت کا حکم دیتا ہے، سرزنش کا نہیں بلکہ بے قیاس جلال کا فرمان دیتا ہے۔وہ اپنے آپ سے انکار نہیں کرسکتا۔اِس کے لیے خوشدل ہوتے ہوئے، جو اُس کی اپنی پاکیزگی کی تردید ہے یہ اُس کا اپنا انکار ہوگا۔ لہٰذا گناہ کے خلاف یہ قہر اُس کی پاکیزگی کے لیے لازم وملزوم ہے۔اور یہ محض ایسا کہنا ہے کہ خدا کا انصاف تقاضا کرتا ہے کہ گناہ اپنا معاوضہ پائے۔سوال یہ نہیں کہ،'' کیسے خدا، وہ ہوتے ہوئے جو وہ ہے، انسانوں کو جہنم میں بھیج سکتا ہے؟ سوال یہ ہے کہ،'' کیسے خدا، وہ ہوتے ہوئے جو وہ ہے، اُنہیں جہنم سے بچا سکتا ہے؟

اگر لوگ قانونی طور پر قصوروار اور اخلاقی طور پر غلیظ نہیں ہیں جیسے بائبل سکھاتی ہے، تو اُنہیں صلیب کے بچانے والے فوائد کو رکھنے کی ضرورت نہیں۔اگر لوگ اپنے آپ کو نہ بچاسکنے کے قابل ہوتے ہوئے گناہگار نہیں ہیں جیسے کہ بائبل سکھاتی ہے تو پھر اُنہیں نجات دہندہ کی ضرورت نہیں۔لیکن جب وہ خدا کے کلام سے یہ سمجھنا شروع کرتے ہیں کہ وہ درحقیقت کتنے گناہگار اور بے یارومددگار ہیں، جب وہ خدا کے فضل سے اپنے آپ کو دیکھتے ہیں جیسے خدا اُنہیں دیکھتا ہے کہ وہ کتنے گناہگار اور بگڑے ہوئے ہیں، اور اپنے آپ کو بچانے کے قابل نہیں، اور وہ اُس کے سامنے قصوروار ہیں، تو وہ مسیح کی صلیب کی طرف بھاگیں گے اور اس اکیلے کو جلال دینا شروع کریں اور کسی بھی مذہب سے جن سے اُن کا تعلق ہے پیچھے ہٹ جائیں گے جو اُنہیں کنارہ کے کام اور مسیح کی قربانی والی موت دے دور کرتا ہے۔

مندرجہ بالا معلومات کی روشنی میں یہ ہر ایک کے لیے یہاں تک مسلمانوں کے لیے گواہی ہونی چاہیے کہ اسلام، اگر یہ جھگڑے سے بالاتر ہو کے دِکھا سکتا ہے کہ یہ صلح وسلامتی کا مذہب ہے جسے کچھ مسلمان آج واضح طور پر دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ ہے، الہیاتی طور پر بات کرتے ہوئے، بائبل کی مسیحیت کے بیان کردہ دُشمن، غلط بیانی کررہے ہیں یا رد کررہے ہیں جب ہمارے پاک ایمان کی عظیم تعلیمات کو بیان کیا جاتا ہے۔

دیکھیے جے۔ایم۔روڈویل، قرآن (ہر ایک کے لیے کُتب خانہ، 1909)، سورۃ 3:55 پر نوٹس۔

یہ مسلم تقلید پسندی ہے، لیکن یہ سورۃ 2:36 میں ''آپ سب کو نیچے کرنا'' کے ترجمہ کیے ہوئے فعل سے، صیغہ جمع ہے، دُگنا نہیں، جو تین یا اس سے زیادہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اس میں آدم اور حوا کی نازائدہ نسل شامل ہے (سورۃ 12:53 کو بھی دیکھیے جس میں یوسف کا حوالہ دیا گیا ہے یہ قبول کرتے ہوئے کہ اُس کی جان ''بُرائی کے لیے آمادہ ہوتی ہے'' جو انسان کے اندرونی بگاڑ کی صلاح دیتی ہے)۔سیموئیل شاہد کو دیکھیے، اسلام اور مسیحیت میں انسان کی زوال پذیر فطرت (کولوراڈو سپرنگ: ال نور، 1989)۔

جان مورے،''گناہ کی فطرت''، جان مورے کی مجتمع تحریریں (سچائی کا اشتہار، 1977)، II، 81۔82۔

یہ مسیحیت کی جانب ایک جنگجو الہیاتی عداوت ہے جسے دُنیا میں مختلف مقامات پر عیاں کیا جاتا ہے، جیسا کہ مشرقِ وسطیٰ کے مسلم ممالک میں، کچھ افریکن قوموں میں، اور انڈونیشیا میں، لیکن اسلامی راہنماوں نے مغرب میں نیا چہرہ اپنانے کی کوشش کی۔عبداللہ ال عربی کے مطابق، اسلام کی یہ سمت،''۔۔۔نئے مذہب تبدیل کرنے والوں سے [مغرب میں] پوشیدہ ہے۔زندگی کے بڑے معاملات جو اسلام کا حصہ ہیں، اُنہیں ایمان کے بُلاوے سے بہت محتاط طور پر غیر واضح، ترک یا الگ کردیا گیا ہے۔قرآن کے کچھ اقتباسات جو نئے منتقل ہونے والوں کی مدد کے لیے اصل عربی کی طرف سے ہیں اُن کا غلط ترجمہ کیا گیا ہے۔''

اور اسلامی تحریک نے اپنے آپ کو مغرب میں مقبول بنانے کے لیے تصرف کا استعمال کیا۔مثال کے طور پر، اسلامی راہنماوں نے [اسلامی]

سزا کے قانون کا ذکر کرنے سے اجتناب کیا۔ اُنہوں نے موسیٰ اور یسوع پر اپنے ایمان پر زور دیا۔ اُنہوں نے یہودیوں اور مسیحیوں کو مزید کافر نہ کہا، نہ ہی اُنہوں نے اُنہیں صیہونی اور صلیبی جنگ کرنے والے کہا'' اُنہوں نے مسیحی فنون کو بھی استعمال کیا جیسا کہ جمعہ کی کلاس کی بجائے ''سنڈے سکول''، اور اُن کی لغت میں اب محبت،، فضل، نجات، راستباز، اور پاکیزگی جیسے الفاظ شامل ہیں۔

لیکن اُن کی ترکیب کو اُن معاشروں سے قبول کیا جاتا تھا جن میں وہ رہتے تھے۔ ایسا وہ مقامی ریاست، اور قومی سیاسی اور سماجی سرگرمیوں میں مبتلا ہوتے ہوئے کرتے تھے،

اور وہ ایسا مقامی، ریاست کا رُکن ہوتے ہوئے کرتے تھے، اور اُس تعلیمی کمیٹی کا رُکن ہوتے ہوئے جس کا مقصد اُن کے ایمان کے لیے موزوں تعلیمی پروگرام کو تبدیل کرنا تھا، جو قانون سازی کے اثر سے جماعت کے اراکین کے لیے تحریری شکل میں تھا، اور مغرب میں اسلام کو مزید قابلِ برداشت اور آخر کار سادہ طرح قبول کرنے کے لیے اپنے کام کے اختیار کا تجربہ کرنے کے لیے عوامی شعبہ کو چلاتا تھا۔ لیکن اس بارے کوئی غلطی سرزد نہ کرتے ہوئے اسلام مسیحی ایمان کا دُشمن ہے اور اسے صفحہ ہستی سے، اگر جبراً بھی کرنا پڑا، حتمی اور مکمل طور پر جڑ سے اُکھاڑتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے۔

انتخاب۔

جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں قرآن مسیحی تعلیم کو غلط بیان کرتا ہے، اور کسی مذہب کی مخالف کرتے ہوئے اُس کے ایمان کے نظام کو غلط بیان کرنا، میرے خیال میں، کسی کے اپنے ایمانی نظام میں بدتر غیر مستقیم اور احمقانہ معاملہ بنتا ہے۔ اسلام اپنے پیروکاروں کی غلط راہنمائی کرتا ہے جب یہ مسیحی تعلیم سے متعلق قرآنی تعلیم کی غلطیوں سے ساتھ پھیلتا ہے۔ یہ اظہار (1) کہ محمد، اسلام کا ''نبی'' مسیحی تعلیم سے بے بہرہ تھا (2) یہ مسیحیت کے بارے اُس کی تعلیمات عموماً جھوٹی تھیں، اور (3) یہ کہ اسلامی تعلیم قرآن کی بنیاد پر غلطیوں سے بھری پڑی ہے، لہذا یہ ایک ناقابلِ بھروسہ مذہب ہے۔ قرآن خود یہ تسلیم کرتا ہے کہ اگر یہ کہیں کسی غلطیوں کا حامل ہے تو پھر یہ خدا کی طرف سے نہیں آتا (سورۃ 4 ''عورت''، آیت 82)۔ اِس کے اپنے معیار سے، مسیحی تعلیم کے بارے اِس کی غلطیوں کا مطلب یہ ہے کہ یہ مسلم دعووں کے سوا خدا کی طرف سے الہام نہیں ہے۔

اگر بائبل کی مسیحیت کوئی چیز ہے، تو یہ ایک کفارہ ادا کرنے والا مذہب ہے۔ اگر اسلام کوئی چیز ہے، یہ ایک کفارہ ادا کرنے والا مذہب نہیں ہے بلکہ یہ ایک شریعتی یا نجات پر کام کرنے والا مذہب ہے۔ اسلام لوگوں کے اللہ کی مکمل اطاعت کرنے کا تقاضا کرتا ہے، لیکن اسے نافرمانی کے لیے مسلمانوں کی زندگیوں اور خوفناک طریقے سے قانون کی پابندی کرنے سے اطاعت کا تقاضا کرتا ہے۔ لہذا آخر پر اسلام سکھاتا ہے کہ کوئی اپنے نیک اعمال سے جنت کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے (سورۃ 4 ''عورت'' آیت 124)، یہ اُمید کرتے ہوئے کہ اچھے کام بُرے کاموں کی نسبت اہمیت میں بڑھ جائیں گے اور یہ کہ اللہ اُسے جنت میں داخل کرلے گا۔ وہ جو اسلامی نجات کے طریقہ کار میں کشش پاتا ہے وہ سادہ طرح اپنی گناہ کی آلودگی کی پہچان نہیں کرتا اور اس گناہ کی آلودگی میں کوتاہیوں کو محسوس بناتا ہے۔ اسلام دُنیا کو، جس میں مسلم لوگ شامل ہیں غیر نجات یافتہ چھوڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میرا دل بھاری ہوتا ہے جب لوگ جیسے کہ قیسس کلے اور جان واکر۔ لنڈ اسلام کی طرف منتقل ہوتے ہیں، اور جب میں سیکھتا ہوں کہ مسلم تراکیب نے اس بات کا احاطہ کیا امریکہ میں سیاہ قیدی آبادی مذہب تبدیل کرنے کے لیے زرخیز اراضی ہے۔

مجھے اس بائبلی مسیحیت کے لیے اسلامی تعلیمی عداوت کو نوٹ کرنا چاہیے جو ظاہری طور پر رومن کیتھولک کلیسیا کو دق نہیں کرتی، جس کا روم نے اپنی رومن کیتھولک تعلیم میں 1994 میں اعلان کیا (پیراگراف 841) کہ مسلمان خدا کے نجات کے پروگرام میں شامل ہیں کیونکہ انہوں نے "اِس خالق کُل کو قبول کیا۔۔ابراہام کے ایمان کو تھامے رہنے کا اعتراف کیا، اور اکٹھے [مسیحیوں کے ساتھ]۔۔۔ایک رحیم خدا کی پرستش کی [مسلمانوں اور مسیحیوں نے مُشکل سے "ایک رحیم خدا" کی پرستش کی]۔غصہ مت کیجیے اسلام کا اللہ پُرانے اور نئے عہدناموں کا تثلیثی خدا نہیں ہے، ناراض مت ہوں کیونکہ مسلمان سوچتے ہیں کہ ہماری تثلیث خدا سے نبی ہے، انسانی یسوع، اور اُس کی ماں مریم، اور آخری دو جس کی ہم کافرانہ طور پر خدا کے ساتھ عبادت کرتے ہیں، ناراض مت ہوں کیونکہ وہ انکاری ہیں کہ یسوع مسیح خدا کا الٰہی بیٹا ہے اور یہ کہ وہ اپنے لوگوں کے گناہوں کے لیے صلیبی موت مرا اور اُن کی راستبازی کے لیے دوبارہ مُردوں میں سے جی اُٹھا، ناراض مت ہوں کہ مسلمان اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ مسیحی بُت پرست ہیں کیونکہ وہ یسوع کی عبادت کرتے ہیں جسے وہ سادہ طرح انسانی مسیحا اور انسانی نبی کے طور پر قیاس کرتے ہیں، ناراض مت ہوں کہ وہ مسیح کی قائم مقام کفارہ دینے والے کے طور پر ضرورت کو نہیں دیکھتے یا اس معاملے کے لیے کسی قائم مقام کفارہ کو نہیں دیکھتے۔

روم کی تعلیمات کے مطابق، ہماری بے یقینی کے علاوہ، مسلمان اب بھی خدا کے ایسے لوگوں سے منسلک ہیں اور شاید مسلمان کے طور پر آسمان پر جاتے ہیں، جو یہ دکھاتا ہے کہ رومن کیتھولک ازم کا مسیحیت سے انحراف کتنا سنجیدہ ہے۔

کلامِ مقدس کے مطابق، یسوع نے بیان کی کہ صرف وہی اکیلا خدا تک جانے کا راستہ ہے اور یہ کہ اُس کے وسیلہ کے بغیر کوئی باپ کے پاس نہیں جا سکتا (یوحنا 14:6)۔پطرس بیان کرتا ہے: "اور کسی دوسرے کے وسیلہ سے نجات نہیں کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلہ سے ہم نجات پا سکیں" (اعمال 4:12)۔پولس نے سکھایا کہ یہاں خدا اور انسان، یسوع مسیح جو انسان ہے کے درمیان صرف ایک ثالث ہے (1 تیمتھیس 2:6)۔یوحنا نے سکھایا جس کے پاس بیٹا ہے اُس کے پاس زندگی ہے، اور جس کے پاس خدا کا بیٹا نہیں اُس کے پاس زندگی بھی نہیں (1 یوحنا 5:12)۔اور اُن سب نے سکھایا کہ کسی ایک کو، اگر اُسے نجات یافتہ بننا تھا، اُسے اپنے گناہ پر غور کرتے ہوئے اپنے گناہ سے توبہ کرنی ہے یا نجات کے لیے دوسرے کام کرنے ہونگے اور لازماً اپنا بھروسہ اکیلے یسوع مسیح کے ختم شُدہ کام کر رکھنا ہے۔لہذا میں اُن کی متحدہ گواہی میں شامل ہونگا اور اپنے سب پڑھنے والوں سے درخواست کرونگا کہ وہ اب ایمان میں یسوع کی طرف بھاگ جائیں اور نجات کے لیے صرف اُسی پر بھروسہ رکھیں جو سچا خدا اور ابدی زندگی ہے۔

اور وہ جو، خدا کے کرنے سے (1 کرنتھیوں 1:30) بچائے جانے کے لیے مسیح کو جاننے کے لیے آتا ہے وہ دریافت کرے گا کہ صرف اکیلے اُسی میں حکمت اور علم کے خزانے پوشیدہ ہیں (کلسیوں 2:3)، کیونکہ الوہیت کی ساری معموری اُسی میں مجسم ہو کر سکونت کرتی ہے (کلسیوں 2:9)، یہ کہ صرف مسیح میں وہ الٰہی نجات دہندہ ہونے کو رکھتا ہے جس نے اُس سے محبت رکھی اور خود اُس کے لیے موت کی قُربانی کو دیا، اور خدا کے خلاف بہت سے گناہوں کے لیے سزا کی ادائیگی کی، اور صرف مسیح میں کوئی ایک ابدی زندگی رکھ سکتا ہے۔

لہذا میں شدت سے اپنے مسلم بھائیوں سے درخواست کرونگا کہ وہ اسلام کو چھوڑ دیں، کیونکہ یہ ایک جھوٹا مذہب ہے جو اُنہیں صرف ابدی نقصان پہنچا سکتا ہے، یہاں تک اِس کے اطاعت گزار پیروکاروں کو، جو اللہ کی خاطر اپنے آپ کو شہید کرتے ہیں، اور ایمان کو الٰہی مسیح کی طرف موڑیں جو اکیلا اُنہیں بچا سکتا ہے۔

میں ریفارمڈ کلیسیا کو یہ ترغیب دونگا کہ وہ اکیسویں صدی میں بہت موزوں ذرائع سے اُن کے لیے بہت محتاط منصوبہ اور بہت زیادہ کوشش

کرے۔ میں نے یہاں صرف ریفارمڈ کلیسیا کی نشاندہی کی کیونکہ، جیسے سکاف مشاہدہ کرتا ہے، ''اگر [مسلمان] منتقل ہو جاتے ہیں تو یہ یقیناً مسیحیت سے ہوا ہے جو سب بُت پرستی سے آزاد ہے، عبادت کرنے میں بہت سادہ، اور زندگی میں بہت پُر زور اُس کی نسبت جسے وہ با آسانی فتح کر لیتے اور نفرت سے سیکھتے ہیں۔''مُسلم دُنیا کا مذہب تبدیل کرنا، ہم یہاں 1,200,000,000 لوگوں کی بات کر رہے ہیں سرانجام پائے گا، اور بلاشبہ ایسا صرف خدا کی قدرت اور فضل سے ہوگا، اور یہ مسیحی مشنریوں کی قُربانی اور نذر کرنے اور بڑی لاگت سے ہوگا، کیونکہ اُنہیں مسلم ممالک میں گوارا نہیں کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ مسلم ملک میں محمد یا قرآن کے خلاف ایک لفظ بھی بولنا، جیسے کہ میں اِس مضمون میں کر چکا ہوں، موت کی سزا ہے۔ (کیا آپ کو یاد ہے کہ ایران کے ایت اللہ خمینی نے سلیمان رشدی پر اُس کے ناول، شیطانی آیات؟ کی وجہ سے موت کی سزا کا حکم سُنایا تھا۔ مزید براں، آج کے دور میں اسلام سے مسیحیت میں منتقل ہونے کا نتیجہ، عاق کرنا، بچوں کو کھونا، قید میں ڈالا جانا، جلاوطنی، اور یہاں تک کہ موت ہو سکتا ہے، کیونکہ وہ جنہوں نے اسلام کو چھوڑا اُنہیں مرتد اور غدار کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اِس کے باوجود، بائبل کا مسیح یہ ہے کہ مسلمان آسمان پر جانے کی اُمید رکھتے ہیں، اور ریفارمڈ کلیسیا مُسلم دُنیا اور اِس کے ساتھ ساتھ دوسروں کو انجیل کی بشارت دینے کے احکامات نیچے ہے۔

''اے بچو! [اور میں سوچتا ہوں کہ میں ایسے پڑھنے والوں کے لیے بہت بوڑھا ہو چکا ہوں: صرف مسیح پر بھروسہ رکھو] اپنے آپ کو بُتوں سے بچائے رکھو۔'' (1 یوحنا 5:21)۔

بلاشبہ، مسلمان ابراہام کے ایمان کو مسیحائی اُمید کے ساتھ تھامے ہوئے نہیں ہیں جو براہ راست مسیح اور انجیل کی قسمت دکھاتی دیتی ہے۔ بلکہ، اسلام ''اسمٰعیل کی حرام یہودیت'' ہے (سکاف، تاریخ، iv، 184)۔

پیٹر کریفٹ، ایک بہتر جان پہچان والا رومن کیتھولک دلائل سے ثابت کرنے والا جو ریفارمڈ کلیسیا سے منتقل ہوا، اپنی کتاب Ecumenical جہاد (اگنیشیس پریس، 1996) میں، جسم سے باہر ہونے کے تجربہ میں بیان کرتا ہے کہ بلکہ دعویٰ کرتا ہے کہ اِس دوران جب وہ کیتھولک تھا وہ محمد کو آسمان پر ملا۔ سکاف، تاریخ، iv، 154۔

کتاب پر نظر ثانی

جان ڈبلیو۔ روبن

کیا غلط ہوا؟

برنارڈ لوئیس

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2002

برنارڈ لوئیس، ایسٹرن سٹڈیز امریٹس کے قریب پرنسٹن یونیورسٹی میں ایک روپوش پروفیسر، اسلام اور قریب مشرق پر ایک درجن سے زائد کتابوں کا مصنف اور باعزت تاریخ نویس ہے۔ کیا غلط ہوا؟ اُس کا تازہ ترین کام ہے، اور یہ اِس سوال کے جواب کی تلاش کرتا ہے کہ اسلام کیوں نئے دور میں بڑی کشادگی کے ساتھ ناگہانی طور پر گلے میں پھندا ڈالے ہوئے ہے۔

ڈاکٹر لوئیس لکھتا ہے:

کیا غلط ہوا؟ اسلامی دُنیا میں بہت عرصہ سے لوگ۔۔۔ اِس سوال کو پوچھ رہے تھے۔۔۔ بنیادی طور پر مغرب کے ساتھ اُن کی لڑائی کے

باعث اُکساتے ہوئے۔۔۔کئی صدیوں سے اسلام کی دُنیا انسانی تہذیب اور امتیازی کامیابی کا اول دستہ تھا۔مسلمانوں کے اپنے ادراک میں، اسلام بذاتِ خودتہذیب کے ساتھ بےغرض تھا۔۔[1]قرونِ واسطیٰ کے طور پر یورپین تاریخ میں تجویز کردہ صدیوں سے، اسلامی دعویٰ واجبیت کے بغیر نہیں تھا۔۔۔ بہت سے قرونِ وسطیٰ کے مسلمانون کے لیے،۔بنیادی طور پر نصاریٰ مما لک کا مطلب، بازنطینی شہنشاہیت تھا، جوآہستہ آہستہ چھوٹی اورکمزورہوتی گئی جب تک کہ اُس پر 1453 میں تُرکی فاتح کانسٹنٹائن پول سے آخر کار غائب نہ ہوگیا۔یورپ کے بعید علاقے میں ایسی ہی روشنی کو دیکھا گیا تھا جیسے کہ افریکہ کے دور دراز کے علاقے ہیں، جیسے کے جہالت اور بےیقینی کی بیرونی تاریکی کے طور پر جہاں سیکھنے کے لیے کچھ نہیں تھا اور یہاں تک کہ کچھ بھی درآمد کرنے کے لیے، ماسوائے قیدیوں اور خام مال کے [3۔4] قرونِ وسطیٰ کے دوران، اسلام نے آرٹس اور سائنس کی تہذیب میں بہت پرورش پائی جبکہ مغربی یورپ یوریشائی برِاعظم کی ایک چھوٹی اور غیر اہم ملحقہ چیز تھی، یہ ملحقہ آبادی غیر مہذب اور بےربط لوگوں پر مشتعمل تھی۔زمین پر ایک عظیم سیاسی، فوجی، معاشی، اورمذہبی طاقت کے طور پر، اسلام کی عالمی فتح ناگزیر طور پر دکھائی دیتی تھی۔یورپ کے ساتھ جنگوں میں جس کے لیے یورپین نے بہت فیصلہ کن کیطور پر سوچا، جیسے کہ 732 میں شمالی فرانس میں دورہ کرنا محمد کی وفات کے صرف ایک صدی بعد، جنہیں مسلمانوں سے بہت کم عزت ملی۔ بلکہ اُنہوں نے 13 صدی میں کیتھولک مجاہدین کی رسوائی کے اخرج میں پیشگی منعکس کردہ بےرحمی کو دیکھا، 1453 میں کانسٹنٹائن اوپل کی گرفتاری کو، اور 17 صدی کے آغاز پر بالکان سے ویٓینا کی جانب اپنے فتحیاب سفر کو دیکھا۔

کیا یہ اُن کے لیے پہلے سے اچھا یا بُرا خیال قائم کرنا نہیں تھا (ایک نقطہ پر اُن کی فوجیں چاروں براعظموں پر بیک وقت کام کر رہی تھیں)، مسلمانوں نے تقریباً سارے یورپ کو فتح کرلیا تھا بالکل جیسے اُنہوں نے افریکہ میں مما لک نصاریٰ اور قریب مشرق کو فتح کیا تھا۔لیکن خدا کی عاقبت اندیشی میں (لوئیس ایسا نہیں کہتا) مغرب کے غیر اہم اور پس ماندہ لوگ اسلام سے جذب ہونے والے نہیں تھے، کیونکہ خدا کو لوتھر، کیلون، اور ناکس جیسے لوگوں کو اُن کے بیچ میں سے اُٹھ کھڑا کرنا تھا۔ دُنیا کی تہذیب کے ماننے والے اور اس کا مرکز ہوتے ہوئے، اسلام نے تاریک یورپ میں تھوڑی سی ترقی کا نوٹس لیا جس میں 16 صدی کی تحریک شامل ہے جو ریفارمیشن کے نام سے جانی جاتی تھی

۔

سارے یورپ کو فتح کرنے کے لیے اُن کی ناکامی قوت یا یورپین کی آزادی کی وجہ سے نہیں تھی، بلکہ جیسے لوئیس نشاندہی کرتا ہے کہ، بہت سے نصاریٰ نے مسلمانوں کو (جو اسلام کے تیزی سے بڑھنے کی وضاحت کرتا ہے) مغربی یورپ کے رومی پادریوں کی اجازت کے بغیر زیادہ آزادی کی پیشکش کی۔کانسٹنٹائن اوپل کے آرتھوڈکس سردار نے کہا، ''ترک کی پگڑی پوپ کے طرہ کے برعکس ہے،'' اور پاپائے روم کے ظلم سے صدیوں سے مسلم مما لک میں چلے گئے تھے۔لوئیس کے مقولہ کیساتھ، ''یہ کہ قرونِ وسطیٰ کی اسلامی دُنیا نے جدید خیالات کے مقابلے میں بہت محدود آزادی کی پیشکش کی اور یہاں تک کہ پیشگی جمہوریت کے ساتھ کام کرتے ہوئے پیشکش کی، بلکہ اس کے ہم عصروں اور فاتحین نے پہلے کی نسبت وسیع پیمانے پر آزادی کی پیشکش کی'' (156)۔

اُس تہذیب کے ساتھ آزادی کا باہمی تعلق سمجھنے کی ایک کُنجی ہے کہ کیوں اسلام ہزاروں سال قبل انسانی تہذیب کے نقطہ عروج پر تھا، لیکن

آج نہیں ہے۔ پانچ ہزار سال قبل، کچھ تبدیلی رونما ہوئی، اسلام نہیں، بلکہ مغرب۔ لوئیس لکھتا ہے:

[اے] مغربی ترقی کی بنیادی وجہ چرچ اور ریاست سے علیحدگی ہے۔۔ یہ خیال کہ مذہب اور سیاسی اختیار ، چرچ اور ریاست مختلف ہیں، اور یہ الگ ہو سکتے ہیں یا ہونا چاہیے، ایک مستحکم سمجھ ہے۔ اِس کی ابتدا شاید مسیح کی تعلیمات کی کھوج لگانا تھی ۔۔۔ ابتدائی کلیسیا کی برداشت کردہ ایذارسانیوں نے یہ واضح کر دیا کہ اِن دونوں کے درمیان علیحدگی ممکن تھی، بعد ازاں مسیحیوں پر عائد کردہ ایذارسانیوں نے بہت سے مسیحیوں کو اس طرف آمادہ کیا کہ ایسی علیحدگی ضروری تھی [96]۔

بدقسمتی سے لوئیس، اس نظریہ کو قائم نہیں کرتا۔ اس کے باوجود، وہ بہت سی تشریحات دیتا ہے کہ کیسے 16 صدی میں مسیحیت پھر سے شاداب ہوئی، اور سیکھنے میں نشوونما پائی جس نے راہ تیار کیا، اور یہ مغرب میں تبدیل شدہ ریفارمیشن (اصلاح) کا نتیجہ تھا۔ بگڑے ہوئے نصاریٰ کے خلاف، جو تہذیب کے پر پہلو میں حد سے زیادہ عُریاں ہو گئے، جس سے 16 صدی میں مغربی یورپ میں بائبلی مسیحیت کے اچانک دوبارہ ظاہر ہونے سے اسلام کا فتحیاب عالمی سفر اپنی خدمت گزار آزادی کی برکات، سرمایہ داری، ٹیکنالوجی اور اقبالمندی کے ساتھ تھم گیا۔

شامل بنیادی اصول کے لیے متی 6:25۔34 کو دیکھیے۔